AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اصلاحِ معاشرہ میں صوفیاء نقشبند کا کردار

THE ROLE OF THE NAQSHBANDIYYA ORDER IN THE REFORMATION OF SOCIETY

Khalil Ahmad Yousufi *(Corresponding author)*
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Imperial College of Business Studies, Lahore
Email: khalilahmadyousufi@gmail.com
Dr. Abdul Ghaffar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
University of Okara, Okara
Dr. Ghulam Mustafa Anjum
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract:
Islam serves as the primary framework for character building, a mission initiated by the Prophets and carried forward through the spiritual lineage starting from Hazrat Abu Bakr Siddiq (R.A). The Naqshbandi Order stands out as a prominent branch of this spiritual legacy, focusing on the internal and external reformation of an individual to achieve proximity to Allah. Central to its methodology is the strict adherence to Sharia, asserting that spiritual growth is unattainable without following the Quran and Sunnah. Its core principles—including the integration of knowledge and action, sincerity (Ikhlas), and Quranic-based meditations—aim to transform followers into balanced, purposeful members of society. In an era marked by moral decay, materialism, and intolerance, the Naqshbandi teachings offer a vital solution for restoring social harmony and spiritual peace. This research explores these traditional methods to highlight their effectiveness in addressing contemporary ethical and social crises, emphasizing the role of Sufi saints as ambassadors of peace, humility, and selfless service.
Keywords: *Character Building, Spiritual Reformation, Sufi Methodologies*.

درحقیقت اسلام تعمیرِ شخصیت کا مرکزی ضابطہ اور نصاب ہے جس کی تعلیمات انسان کو معاشرے کا ایک اہم بامقصد فرد بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق ومالک ہے اس نے تخلیقِ انسان فرما کر عظیم المرتبت انسانوں میں ایک خاص ذات انبیاء کرام علیھم السلام کی تخلیق فرمائی جن کو اللہ تعالی نے خالصتاً لوگوں کی تعلیم وتربیت اور ان کی رہنمائی اور شرک سے نجات دلانے کے لیے دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام کے پیش رو تمام انبیاء کرام کے امام اور خاتم النبیین کا تاج سر پر رکھ کر ائے اور ان گنت مسائل کے باوجود دعوت وتبلیغ کا فریضہ سر انجام دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ہوتا ہوا امت میں اس طرح چلا کہ اس کی ابتدا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے آج تک چل رہی ہے تاریخِ اسلامی کے مختلف ادوار میں یہ سلسلہ روحانی تربیت، اخلاقی اصلاح اور تعمیرِ شخصیت کے حوالے سے نمایاں کردار ادا کرتا رہا ہے اسی فیض کے سلسلہ کی اک کڑی سلسلہ نقشبندیہ ہے اور سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیمات اور اسالیب کا بنیادی مقصد انسان کی باطنی اصلاح، اللہ تعالی کی قربت حاصل کرنا اور محاسن اخلاق کا فروغ ہے۔ سلسلہ نقشبند کی تعلیمات میں سب سے اہم پہلو تعمیرِ شخصیت ہے۔ تعمیر شخصیت سے مراد انسان کے اندرونی اور بیرونی دونوں پہلوؤں کی تربیت ہے تا کہ وہ ایک مکمل انسان اور بہتر مسلمان بن سکے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے اسالیب میں اخلاق، روحانی، سماجی، معاشی اور

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

معاشرتی سطح پر تربیت ہوتی ہے جس کی بنا پر معاشرہ اپنی اخلاقی، روحانی، سماجی، معاشی اور معاشرتی سطح کو بہتر بناتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیمات میں شریعت کی پابندی کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لوگوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنے کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ وہ کامل مسلمان بن سکیں۔ شریعت کی پابندی کے بغیر کوئی بھی روحانی تربیت مکمل نہیں سمجھی جاتی اور سلسلہ نقشبندیہ میں اس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ سالکین ہمیشہ شریعت کے حدود میں رہیں تاکہ سلسلہ نقشبندیہ کے اسالیب کی اہمیت کو سمجھا جاسکے موجودہ دور میں جب معاشرتی بگاڑ اخلاقی زوال، روحانی کمزوری عام ہو چکی ہے تو سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیمات اور اسالیب جو تعمیر انسانیت کے لیے ایک روشنی کا مینار ثابت ہوسکتے ہیں یہ تعلیمات انسان کو اللہ تعالی کے قریب لاتی ہیں اس کی روحانی حالت کو بہتر بناتی ہے اور ایک متوازن اور پرسکون زندگی گزارنے کا راستہ دکھاتی ہیں۔

تحقیق کا بنیادی سوال

صوفیاء نقشبند نے اصلاحِ معاشرہ میں کیا کردار ادا کیا اور ان کی تعلیمات نے فرد اور معاشرے کی اخلاقی، دینی اور سماجی زندگی پر کس حد تک اثر ڈالا؟ ان کی تعلیمات نے مذہبی رواداری اور اخلاقی اقدار کو کیسے فروغ دیا؟

اسلام کی ترویج واشاعت کا ایک سبب تو اسلام کی اپنی کشش، فطری ہم آہنگی، تیسیر اور اسلام میں موجود لوگوں کے مسائل کا حل ہے، اس کے علاوہ ایک سبب اسلام کے ماننے والوں کا اسلام کی خوب صورت تعلیمات پر عمل کر کے اس کا عملی نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ قول سے زیادہ عمل سے بات زیادہ اچھے انداز میں سمجھ آتی ہے۔ تو صوفیاء کرام کے حسن، عمل کو دیکھ کر کثیر تعداد میں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مختلف ادوار میں صوفیاء کرام کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں بہت سی کامیابیاں حاصل ہوئی۔ ان کی ان تمام مساعی جلیلہ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کا سبب صرف مجاہدینِ اسلام کی شجاعت ہی نہ تھی بلکہ اس کا بڑا سبب صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی روحانیت بھی تھی، جن کی خاموش رشد وہدایت نے اسلام کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔"[1]

شریعت، طریقت اور حقیقت کے حسین امتزاج کی بنیاد پر اولیائے نقشبند نے دینی اور تبلیغی کارنامے انجام دیے، مثلا:

- تعلیماتِ اسلام کی عملی صورت لوگوں کے سامنے پیش کی اور لوگوں سے بھی نہایت محبت کے ساتھ ان پر عمل کروایا۔
- ہر زمانے میں اسلام کے اخلاقی اور روحانی نظام کو زندہ رکھا۔
- تبلیغ اور تعمیرِ سیرت کا کام سرانجام دیا۔
- حکمرانوں کے سامنے بلاخوف وخطر کلمہ حق کہا اور دین داری کی تلقین کی۔
- لوگوں کی باطنی اصلاح اور قلبی طہارت کا درس دیا۔
- غیر اسلامی اقدار، شرک وبدعت وغیرہ کی تردید کی۔
- سرمایہ دارانہ نظام کے مقابل انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔
- توحید کا درس دیا۔ لوگوں کو آپس میں دست وگریباں ہونے کی بجائے توحید کی بنیاد پر محبت اور ہمدردی کا درس دیا۔ اس محبت اور ہمدردی کی ہی وجہ سے کوئی بھی غیر مسلم ان صوفیاء کی بارگاہ میں آنے سے نہیں جھجکا۔
- لوگوں کو توجہ الی اللہ کی ترغیب دی، یہی صوف کی اصل ہے، نیز آئینہ قلب کی صفائی کا حکم دیا۔
- صوفیاء کرام نے لوگوں کے دماغوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ دل کی بھی آب یاری کی۔

[1] شیخ محمد اکرام، آب کوثر (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 2006)، 285

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعمیرِ سیرت وکردار:

چونکہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کسی نبی نے نہیں آنا تھا لیکن انسانوں کی رشد وہدایت ضروری تھی تو تعمیرِ سیرت وکردار کی ذمہ داری اس امت کے علماء وصلحاء کے سپرد ہوئی۔ صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوت سے تربیت حاصل کی اور پھر اس تربیت کے نبوی فیضان کو تمام دنیا تک پھیلانے کا کام کیا، صحابہ کرام سے تربیت اور فیض حاصل کرتے ہوئے تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس سلسلہ رشد وہدایت کو جاری و ساری رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ پھر بعد کے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے اس نقشِ قدم کو اپنا نصب العین بنایا۔ لوگوں کو امن وآشتی، بھائی چارے اور اخلاص ومحبت کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بغیر تلوار کے صوفیاء کی مخلصانہ کوششوں سے متاثر ہو کر کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ:

"موضع قلعہ لال سنگھ میں اس زمانے میں سکھ بھی رہتے تھے، ان میں سے کئی سکھ آپ کے خلق سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔"[2]

مولانا محمد بخش مسلم بہت باکمال خطیب اور مقرر تھے، تحریکِ پاکستان میں بھی آپ کا بہت حصہ شامل ہے آپ نے مختلف شہروں میں جا کر تحریکِ پاکستان کے حق میں خطابات کرتے تھے۔ آپ تقریر وتحریر میں بڑے باکمال مقرر وادیب بن کر ابھرے۔ نوجوان طبقہ خصوصاً کالجوں میں طلباء آپ کی تقاریر سننے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری تقریر سے متاثر ہو کر پاکستان بننے سے پہلے ایک سو سے زائد ہندو مرد وخواتین مسلمان ہوئے۔[3]

اصلاحِ باطن:

تصوف کا اصلاحِ باطن کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس لیے اس میں صوفیاء کرام نے ہمیشہ اعمال واخلق کی تربیت اور رذائل کی اصلاح پر خصوصی توجہ دی۔ صبر وشکر، خوفِ خدا، تسلیم ورضا، توکل، رجوع الی اللہ اپنے پر زور دیا اور جھوٹ، بغض، کینہ، حسد، تکبر، حبِ مال اور حب جاہ وغیرہ جیسے رذائل کو دور کرنے کی طرف توجہ دی۔ نقشبندی مجددی اولیاء نے بھی انہی خطوط پر عوام الناس کی تربیت کی۔

تزکیہ نفس:

تزکیہ نفس کہتے ہیں نفس کو ظاہری باطنی گناہوں سے پاک کرنے کو، اسکی تعلیم قرآن وحدیث دیتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ-وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى[4]

ترجمہ: بسنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ اُن میں رہیں اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا۔

ایک اور آیت میں ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى[5]

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا

بخاری ومسلم کی حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا:

" ما الإحسان ؟" ترجمہ: احسان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الإحسان أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك

ترجمہ: احسان یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تمہیں دکھ رہا ہے۔

---

[2] عالم فقری، علامہ، گلزارِ صوفیاء(مطبوعہ دہلی 1984ء)، 383

[3] محمد عالم مختار حق، مجالس علماء(لاہور: مکتبہ نبویہ 1428ھ/2007ء)، 85

[4] طٰہٰ: 76:20

[5] الاعلیٰ: 14:87

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نبی کریم ﷺ نے ان جامع کلمات کے ساتھ نہ صرف تصوف بیان فرمایا بلکہ تصوف کے درجات بھی ارشاد فرمادیے کہ جب دل گناہوں سے پاک ہو جائے تو اس میں جلوہ حق دکھائی دیتا ہے اور یہ تصوف کی انتہائی اعلیٰ منزل ہے اور اس سے کم والوں کے لئے یہ ہے کہ وہ یہ جانیں کہ اللہ عزوجل ہمارے اخلاص اور خشوع خضوع کو جانتا ہے۔

بخاری شریف کی شرح فیض القدیر میں ہے

"(اعبد الله كأنك تراه) ومحال أن تراه وتشهد معه سواه وهذا يسمى مقام المشاهدة والمراقبة وهو أن لا يلتفت العابد في عبادته بظاهرة إلى ما يلهيه عن مقصوده ولا يشتغل باطله بما يشغله عن مشاهدة معبودة فإن لم يحصل له هذا المقام هبط إلى مقام العراقية المشار إليه بقوله (فإن لم تكن تراه فإنه يراك) أي أنك بمرأى من ربك لا يخفاه شيء من أمرك ومن علم أن معبوده مشاهد لعبادته "[6]

ترجمہ: تو عبادت کر اللہ عزوجل کی گویا کہ تو اسے دیکھتا ہے اور تیرا اللہ عزوجل کو دیکھنا اور مشاہدہ کرنا دونوں برابر محال میں۔ اس کو مقام مشاہدہ ومراقبہ سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ مقام وہ ہے کہ عابد اپنی عبادت میں اپنے ظاہر کے ساتھ اس چیز کی طرف متوجہ نہ ہو جو اس کو مقصود سے غافل کر دے اور اپنے باطن کو ایسی چیز میں مشغول نہ کرے جو اس کو معبود کے مشاہدہ سے غافل کر دے۔ اگر عابد کو یہ مقام حاصل نہ ہو تو وہ مقام مراقبہ سے نچلے درجے میں آجاتا ہے اور یہ وہ مقام ہے جس کی طرف حدیث پاک میں اس جملے کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، یعنی تو اس مقام پر ہے کہ تیرا رب مجھے ملاحظہ فرمارہا ہے اور تیرے معاملے میں کچھ بھی اس پر مخفی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس کا معبود اسکی عبادت کو دیکھ رہا ہے۔

معاشی اقدار کے فروغ کے لیے اولیائے نقشبند کا کردار:

اولیائے نقشبند نے اصلاحِ معاشرہ کی تحریک کا آغاز انسان کے معاشی رویوں کی درستی سے کیا۔ ان کے نزدیک رزقِ حلال کی تلاش محض ضرورت نہیں بلکہ عین عبادت اور راہِ سلوک کی پہلی منزل ہے۔ انہوں نے معاشرے میں دیانت داری، امانت، محنت کی عظمت اور ناپ تول میں کمی جیسے برائیوں کے خاتمے کے لیے عملی نمونہ پیش کیا۔ نقشبندی بزرگوں نے مریدین کو سکھایا کہ معاشی جدوجہد اور کسبِ معاش باطنی ترقی میں رکاوٹ نہیں، بلکہ اگر یہ شریعت کے حدود میں ہو تو یہی قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ معاشی اقدار کے فروغ کے لیے اولیائے نقشبند نے درج ذیل گراں قدر خدمات سرانجام دیں:

کسبِ حلال:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ[7]

ترجمہ: رزقِ حلال کمانا (دیگر) فرائض کے بعد فرض ہے۔

صوفیاء خود بھی کسبِ حلال کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔

علامہ منیر احمد یوسفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تعلیم مکمل کرنے اور کمیشن کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ نے گورنمنٹ ملازمت کی بجائے کاروبار اور دین کو ترجیح دی۔ آپ کے شیخ فرمایا کرتے تھے: "اگر کامیابی حاصل کرنی ہے تو مسجد اپنی، مدرسہ اپنا، گھر اپنا۔ سواری اپنی، کاروبار اپنا۔" اس تربیت نے آپ کو ذاتی کاروبار کی طرف مائل کیا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود سائیکل سپیئر پارٹس کی دکان کھول لی اور اس کے ساتھ سائیکلوں کی مرمت کا کام بھی شروع کیا۔ اور ساڑھے چار سال تک جاری رکھا اور اس کام میں کوئی قباحت نہ جانی۔ کیونکہ ہاتھ سے کام کرنا انبیاء کرام کی سنت ہے۔ تعلیمی دور سے ہی آپ کا زیادہ تر وقت لائبریریوں میں گزرا کرتا تھا اس لئے کتابوں سے محبت تو قلب و ذہن میں موجود تھی لیکن شیخ کی صحبت نے آپ کو مزید کتابوں کی محبت میں گرفتار کر

---

6 علامہ عبد الرؤف مناوی، فیض القدیر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، 1:704

7 ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر (قاہرہ: مکتبہ ابنِ تیمیہ، 1993)، 10:74، الرقم 993

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دیالہذا آپ نے اپنے شوق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وسن پورہ لاہور میں دینی کتب کی خرید و فروخت اور اشاعت کا ادارہ نگینہ کتب خانہ قائم کیا اور اسی مرکز میں دیگر نصابی کتب اور سٹیشنری کا سامان بھی فروخت کرنے لگے۔[8] آپ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو بینک میں سیونگ اکاؤنٹ کی بجائے کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم جمع کرانے کی تربیت فرماتے تھے۔

فیاضی وسخاوت:

صوفیاء کرام کی تعلیمات میں نہ صرف کسب حلال کی تعلیمات شامل ہیں، بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس پاک کمائی میں سے ان لوگوں پر خرچ کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے جو خود کمانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ فقر وفاقہ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ متقدمین صوفیاء نقشبند کی خانقاہوں سے بھی نہ صرف لوگ اصلاح باطن حاصل کرتے تھے، بلکہ ان کی خانقاہوں پر ہمہ وقت لنگر جاری رہتا تھا۔ آج کے صوفیاء نے بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا ہوا ہے۔

خدمتِ خلق:

صوفیاء کرام کے مزارات اور خانقاہیں ایسے مقامات ہیں جہاں شاہ وگدا، امیر و غریب یکساں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ صوفیائے کرام سب ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی حتی الامکان کوشش فرماتے اور عوام کے کام آتے رہے ہیں۔ اور اپنے عقیدت مندوں اور مریدین کو بھی تلقین کرتے کہ وہ لوگوں کی راحت و آسانی میں کوشاں رہیں۔ خانقاہ نشینوں نے مذہب کی روح اور غایت کو دنیا طلبی اور عزت اور شہرت کے حصول کے لیے وسیلہ نہیں بنایا، بلکہ خدمتِ خلق اور رواداری کو اپنا شعار بنایا۔ متقدمین صوفیاء کی خانقاہوں میں مسافروں کے لیے قیام وطعام کا مناسب انتظام بھی ہوتا تھا جہاں وہ اپنے سفر کی تھکن اتار کر آگے کے سفر کے لیے تازہ دم ہو جاتے تھے۔ کچھ وقت کے لیے صحبتِ شیخ سے بھی فائدہ اٹھاتے اور جاتے ہوئے شیخ زادِ راہ بھی مہیا فرما دیتے تھے۔ سید میر جان کابلی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں لکھا ہے:

"آپ نے طالبانِ علم وعقیدت مندوں کی رہائش کے لیے بہت سے حجرے بنوائے۔ ان کے ساتھ ایک حویلی اور مسافر خانہ بھی تعمیر کروایا۔ قبرستان کے لیے زمین وقف کی جو "قبرستان حضرت ایشاں" کے نام سے مشہور ہے۔ دور دراز کے ممالک کے مسافر اور طالب علم یہاں آکر قیام کرتے تھے۔ آپ بالعموم مسجد کے شمالی حجرہ یا محراب میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ مریدوں کو ہمیشہ اتباعِ شریعت کا درس دیتے تھے۔ اپنے وعظ و تلقین کے ذریعے تعمیرِ سیرت، سیرت کی پختگی، کردار وعادات کی بلندی اور جذبہ اخلاص ومحبت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ غرض یہ کہ اپنے علمی وروحانی کمالات وفیوضات سے کشمیر، لاہور، بیگم پورہ اور باغبان پورہ کو مالا مال کیا۔"[9]

مساجد کی تعمیر:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا. وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا[10]

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں اور ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔

مساجد اللہ تبارک و تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں ہیں۔ تاریخ اسلام میں زمانہ نبوی ﷺ سے لے کر اب تک مساجد کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔ اسلام نے فرد اور معاشرہ کی تربیت و تعلیم، مسلمانوں کو باہمی منظم و مربوط کرنے، ان کی اجتماعیت قائم کرنے اور آپس کے روابط قائم اور مستحکم کرنے کا جو بہترین نظام دیا ہے۔ اس کا ایک بنیادی ادارہ مسجد ہے۔ مسجد ایک طرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادات اور حصولِ تقرب کا ذریعہ بھی ہے۔ مسجد دراصل مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی کا ایسا محور ہے جہاں سے ان کی تمام مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، تعلیمی، تمدنی، ثقافتی، تہذیبی، سیاسی اور اجتماعی امور کی رہنمائی

---

[8] صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی۔ منیر مصر محبت (لاہور، 2021ء)، 29

[9] عالم فقری، علامہ، گلزارِ صوفیاء (مطبوعہ دہلی 1984ء)، 379

[10] امام مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، (بیروت: دار احیاء التراث العربی) کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، اب فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصُّبْحِ، وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ، الرقم: 671

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہوتی ہے اور ہونی چاہیے۔ مسجد کا یہ کردار قرونِ اول میں پوری طرح جاری و ساری رہا، چنانچہ اس دور میں مسلمانوں کے تمام معاملات مسجد میں سر انجام دیے جاتے تھے۔ مسجد کی یہ حقیقت حضور اکرم ﷺ کے زمانے سے لے کر صدیوں بعد تک قائم رہی۔ اسلام کے مثالی دور میں مسجد عدل وانصاف کا مرکز بھی تھی۔ خود رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین اور اس دور کے تمام حکام مسجد میں بیٹھ کر عدل وانصاف کے فرائض سر انجام دیا کرتے تھے۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ مسجد نبوی میں صفہ سے شروع ہوا جو صدیوں تک ہر مسجد کے ساتھ قائم رہا اور کسی قدر آج بھی قائم و دائم ہے۔ مسلمانوں نے جتنے شہر اور بستیاں قائم کیں، ان میں مساجد کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔[11]

مسجد کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر صوفیائے نقشبند نے بھی مساجد کے قیام کی طرف خاص توجہ دی، بہت سی مساجد قائم کیں، بعض مزارات اور خانقاہوں سے متصل ہی مساجد ہیں۔ نہ صرف مساجد کے قیام کی طرف توجہ دی بلکہ ان مساجد سے روحانی اور عبادتی تعلق کے احیاء کے لیے بھی کوشش کی۔ لوگوں کو مسلسل دعوت دی جاتی تھی اور ابھی بھی دی جاتی ہے کہ لوگ مسجد میں آکر نماز ادا کریں اور لوگوں کا تعلق مسجد سے صرف نماز کی حد تک ہی نہ ہو بلکہ مسجد کو دنیا کی بہترین جگہ سمجھتے ہوئے اپنا دل مسجد میں معلق رکھے۔ اخوت اور محبت میں اضافے کا ذریعہ بنائے نہ صرف نماز ادا کرے، بلکہ دوسروں کی خیر وعافیت بھی معلوم کرے۔ صوفیائے کرام مسجد میں لوگوں کی تعلیم وتربیت بھی کرتے رہے ہیں ان کے دینی و دنیاوی مسائل کا حل پیش کرتے اور وعظ و تبلیغ کیا کرتے رہے ہیں۔ صوفیاء نقشبند لاہور کی تعمیر کردہ کچھ مساجد کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے:

- خواجہ نور محمد نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1920ء میں درگاہ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ کے غربی سمت میں ایک مسجد تعمیر کروائی۔ دیوان خانے، حجرے، چوبارے بھی تعمیر کروائے۔ حجرے مسجد سے ملحق تھے۔ ان کی تعمیر کا مقصد یہ تھا کہ دور سے آنے والے مریدین اور زائرین کو تکلیف نہ ہو اور ساتھ میں آپ نے یہ وصیت بھی لکھ دی کہ تا قیامت ان حجروں اور چوباروں کو کوئی سجادہ نشین کرائے پر نہیں دے سکتا۔[12]
- مولانا مہر الدین جماعتی رحمۃ اللہ علیہ نے مساجد تعمیر کرائیں، جن میں مسجد غوثیہ قلعہ گجر سنگھ، مسجد شاہ ابو المعالی کے بعض کمرے اور مینار مسجد موضع جمال پور[13]
- حاجی فضل احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد نور بیرون موری گیٹ، لاہور میں خطبہ جمعہ دینے لگے۔ یہ سلسلہ بلا معاوضہ 37 سال تک جاری رہا اور اس وقت ختم ہوا، جب آپ نے اپنی رہائش گاہ پر اپنے پیرو مرشد کے نام سے مسجدِ عمر تعمیر کروائی۔ آپ کی اقتدا میں نمازِ جمعہ ادا کرنے اور مواعظِ حسنہ سے مستفید ہونے کے لیے دور دور سے لوگ آتے تھے۔[14]
- حضرت علامہ منیر احمد یوسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاہور کی مشہور ترین مسجد "نوری مسجد" ریلوے اسٹیشن، لاہور اور جامع مسجد فردوس شاد باغ لاہور میں ایک طویل عرصہ تک اپنے شیریں خطابت سے لوگوں کی اصلاح فرمائی۔ ساتھ ہی ساتھ شب وروز پاکستان کے مختلف مقامات پر دروسِ قرآن وحدیث کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اس کے علاوہ آپ نے بہت سی مساجد تعمیر کروائیں جن میں جامع مسجد نگینہ، چائنہ سکیم، جامع مسجد محمد ابو بکر صدیق، چائنہ سکیم، جامع مسجد فاروقِ اعظم، جامع مسجد حسن، اور دیگر بہت سی مساجد شامل ہیں، جو کہ نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی کے ساتھ ملحق ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ساری زندگی مساجد کی آبادکاری کے لیے کوشاں رہے اور اس جانب لوگوں کی توجہ بھی دلاتے رہے۔[15]

کچھ علماء وصوفیاء ایسے ہیں جنھوں نے مساجد تو تعمیر نہیں کروائی لیکن مساجد کی آبادکاری، امامت وخطابت کی اپنی خدمات کی صورت میں اپنا حصہ شامل فرمایا:

---

[11] مولانا امیر الدین مہر، تعمیرِ معاشرہ میں مسجد کا کردار (اسلام آباد، دعوۃ اکیڈمی، 2008ء)، 10-11

[12] عالم فقری، گلزارِ صوفیاء، 424

[13] پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، 247

[14] عبدالستار طاہر مسعود، لاہور کے اولیائے نقشبندی مجددی (لاہور: شبیر برادرز، 2011)، 196

[15] صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی۔ منیر مصر محبت (لاہور، 2021ء)، 89

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

- پیر عبد الغفار نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علومِ دینیہ سے فارغ ہونے کے بعد مسجد حنفیہ تکیہ سادھواں میں امامت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ آپ کے سامعین میں بڑے اہل علم بھی شامل ہوتے تھے اور آپ کے مواعظِ حسنہ سے مستفید ہوتے تھے[16]
- ابو الرضا سید حاکم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ عالمِ ربانی تھے، قرآنی علوم کے ماہر تھے۔ خطبہ جمعہ المبارک یا دیگر خطبات میں قرآنِ مجید کے اسرار و رموز اس انداز میں بیان کرتے کہ حاضرین آپ کی قرآن فہمی کی داد دیے بنا نہ رہتے۔ ایک آیت کی چودہ چودہ تفسیریں بیان کیا کرتے تھے۔[17]
- سید دیدار علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1917ء میں مولانا ارشاد حسین کے حکم پر شاہی مسجد، آگرہ کے خطیب مقرر ہوئے، وہاں 1922ء تک خدمات انجام دیں۔ 1923ء میں دوسری بار لاہور تشریف لائے، تو مسجد وزیر خان کی خطابت آپ کے سپرد ہوئی۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ باقاعدہ دار الافتاء قائم کیا، جس سے لوگوں نے بہت استفادہ کیا۔[18]
- انجمن اسلامیہ، لاہور نے مولانا معوان حسین مجددی کو 1926ء شاہی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا۔[19] آپ بے مثال مقرر تھے، اور خانوادہ امام احمد رضا خان بریلوی کی کابینہ کے رکن تھے۔ آپ نے بادشاہی مسجد کی خطابت کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ مجددیہ کی روحانی تربیت کا آغاز کیا۔ آپ کے زیر نگاہ مراقبے اور اذکار کی مجالس قائم ہونے لگیں۔ اس طرح بادشاہی مسجد علم اور روحانیت کا مرکز بن گئی۔۔ پنجاب کے علاوہ وسطی ہندوستان سے اور کابل وقندھار کے سالکان طریقت بھی تربیت پانے لگے۔[20]
- حکیم مولانا غلام محمد ترنم ایک جادوبیاں خطیب اور شعلہ نوا مقرر تھے۔ چند ہی سالوں میں آپ لاثانی خطیب بن کر عوام کے سامنے آئے اور مقبولیت کا یہ درجہ پایا کہ امر تسر کے کسی بھی علاقے میں جا کر جہاں بھی خطبہ دینا شروع کرتے، لوگ وہاں ہی جوق در جوق پہنچنے لگتے۔ شہر امر تسر کی کئی تنگ اور غیر آباد مساجد آپ کے ورود سے بڑی بڑی شاندار مساجد میں تبدیل ہو گئیں، جامع مسجد شریف پورہ، رانی بازار اور جامع مسجد کوچہ قاصداں امر تسر کو آپ کے ہی وعظ واثر کے نتیجہ میں رونق ملی[21]۔ تقسیم برصغیر کے بعد حضرت مولانا ترنم نے لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ نے تبلیغی پروگرام کے تحت مسجد حضرت داتا گنج بخش میں وعظ و خطابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جبکہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے لکھا ہے کہ مولانا غلام محمد ترنم، امر تسر سے لاہور آئے تو مائی لاڈو کی مسجد میں آغاز خطابت کیا۔[22] پھر مسجد حنفیہ موری دروازہ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد مولانا کے عقیدت مندوں نے مسجد پنجاب سول سیکرٹریٹ میں خطابت کی دعوت دی جو مولانا موصوف نے بصد خوشی قبول فرمائی۔ شروع میں یہ مسجد چھوٹی تھی۔ سردار عبد الرب نشتر کے علاوہ صاحب ثروت لوگوں نے لاکھوں روپے مسجد کی توسیع کے لیے دیے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ مسجد لاہور کی بہترین مساجد میں شمار ہونے لگی۔
- صوفی محمد اللہ دتہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی محمد حسین نعیمی کے حکم سے جامع مسجد حنفیہ غوثیہ آر اے بازار سے خطابت کا آغاز کیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جامع مسجد مزنگ بازار میں بھی خطابت فرمائی۔ 1958ء میں جامع مسجد حنفیہ وسن پورہ لاہور میں تشریف لائے اور تادم مرگ یہاں امام و خطیب رہے۔ چھبیس سال تک روزانہ نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن دیتے تھے۔ آپ کی خدمات نے جو اثر چھوڑے وہ کرامت سے کم نہیں ہیں۔ آپ نے ہزاروں طالبان علم و یقین کی ایمانی و عملی اصلاح فرمائی۔ جہالت، بدعقیدگی لادینیت اور بے راہ روی کی پستی میں گرے بے شمار لوگوں کو راہ ہدایت

[16] عالم فقری، گلزارِ صوفیاء، 391
[17] محمد یسین قصور نقشبندی، چشمہ فیض شیر ربانی (لاہور: کرماں والا بک شاپ، 2011ء)، 391
[18] عالم فقری، گلزارِ صوفیاء، 394
[19] پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مجالس علماء (مطبوعہ لاہور 1325ھ / 2007ء /)، 227
[20] ایضا، 265
[21] پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، 305
[22] حکیم محمد حسین بدر، سات ستارے، 101

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دکھائی۔ خوشنما پردوں میں چھپے دینی راہزنوں کی نشاندہی کی۔ اعتقادی و عملی خرابیوں اور ان کے اثرات سے بچاؤ آپ کی تعلیمات کے خاص موضوعات تھے۔[23]

اصلاحِ معاشرہ کے حوالے سے اولیائے نقشبند کی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح میں اہم کردار ادا کیا۔ لوگوں کے کردار کی تعمیرِ اور تزکیہ نفس کیا۔ کسب حلال کمانے کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ خود بھی کمایا اور اس کو نیک راستے میں استعمال کرنے کا طریقہ بھی بتایا۔ اصلاحِ معاشرہ میں مسجد کا بڑا اہم کردار ہے۔ سو، بہت بڑی تعداد میں مساجد قائم کیں اور منبر و محراب کے ذریعہ سے لوگوں کی اصلاح و تہذیب کا فریضہ سر انجام دیا۔

شرائط طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ:

سلسلہ نقشبندیہ کی چند شرائط ہیں، جن پر طریقہ عالیہ کا دار و مدار ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تعمیرِ شخصیت کا عمل محض چند اوراد و وظائف تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ اخلاق اور روحانی نظامِ تربیت ہے جس کی بنیاد چند لازمی شرائط اور آداب پر رکھی گئی ہے۔ ان شرائط کا بنیادی مقصد سالک کے نفس کو پاک کرنا اور اس کے ارادے کو اللہ کی رضا کے تابع کرنا ہے۔ نقشبندی مشائخ کے نزدیک ان شرائط کی حیثیت ایک حفاظتی حصار کی سی ہے، جو مرید کو راہِ سلوک کی لغزشوں سے بچاتی ہیں اور اسے مقصدِ اصلی کے ادراک کے قابل بناتی ہیں۔

1۔ ہوش در دم　　2۔ نظر بر قدم　　3۔ سفر در وطن　　4۔ خلوت در انجمن　　5۔ یاد کرد

6- بازگشت　　7۔ نگاہ داشت　　8- یادداشت

یہ آٹھ اصطلاحات خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہیں جب کہ ان کے بعد تین اور اصطلاحات کا اضافہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ اس طرح یہ کل گیارہ اصطلاحات ہیں۔

9۔ وقوف زمانی　　10۔ وقوف عددی　　11۔ وقوف قلبی

1۔ ہوش در دم:

ہوش در دم کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اپنی سانس کے بارے میں ہوشیار رہے کہ ہر سانس یادِ الٰہی میں صرف ہو، کوئی بھی سانس غفلت میں صرف نہ ہو۔ ہر ساعت اس پر غور کرے یہاں تک کہ دائمی حضور حاصل ہو اور اگر کبھی غفلت محسوس ہو تو فوراً توبہ کرے اور آئندہ کے لیے اس سے بچنے کا عزمِ صمیم کرے۔

2۔ نظر بر قدم:

نظر بر قدم سے مراد یہ ہے کہ سالک چلتے پھرتے ہر وقت اپنی نظر پاؤں پر یا اس کے قریب رکھے۔ بلاوجہ دائیں بائیں آگے پیچھے نہ دیکھے۔ دوسروں کی باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ ممکن ہے ادھر ادھر دیکھنے سے کسی نامحرم کی طرف نگاہ اٹھ جائے یا کسی نامناسب گفتگو کی طرف توجہ مبذول ہو جائے تو اس سے حضورِ قلب حاصل نہ ہو گا۔ شریعتِ مطہرہ میں بحالتِ قیام جائے سجدہ اور بحالتِ رکوع پشتِ قدم اور سجدہ میں ناک کی چوٹی پر نگاہ رکھنے کا حکم ہے، اس کا مقصد یہی ہے کہ خیالات منتشر نہ ہوں اور حضورِ قلب حاصل ہو۔ یہ عمل تفرقہ بیرونی کے دفعیہ واسطے ہے جیسا کہ ہوش در دم تفرقہ اندرونی کو دفع کرنے کے لیے ہے

3۔ سفر در وطن:

اس سے باطنی اور روحانی سفر مراد ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ سالک بری بشری صفات مثلاً تکبر، کینہ، حسد، حب جاہ و مال وغیرہ کو ترک کر کے ملکی یعنی فرشتوں کی صفات مثلاً صبر و شکر، رضا بالقضاء، اعمال صالحہ اور ان میں اخلاص اختیار کر لے۔

---

[23] عبدالستار طاہر مسعود، لاہور کے اولیائے نقشبندی مجددی (لاہور: شبیر برادرز، 2011)، 162

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

4۔ خلوت درانجمن:

خلوت درانجمن کا معنٰی یہ ہے کہ دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے۔خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دل کی نگرانی کالحاظ ہر حالت میں رکھے، کھانے پینے، کہنے، سننے، چلنے، پھرنے، خریدنے، بیچنے،عبادت کرنے، نماز پڑھنے اور قرآن شریف پڑھنے، کتابت کرنے، سبق پڑھنے، وعظ کہنے وغیرہ میں۔چاہیے کہ پلک مارنے کے برابر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

؎یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

یعنی ایک مرتبہ پلک مارنے کی مقدار بھی تو اس دوست سے غافل نہ ہو، مبادا وہ نظر لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو۔

اکابرِ طریقت قدس اللہ اسرار ہم نے ارشاد فرمایاہےمن غمض عينه عن الله تعالىٰ طرفة عين لا يصل اليه طول عمره جو شخص بقدر پلک مارنے کے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) غافل رہاوہ عمر بھر اس تک نہ پہنچ سکے گا۔"باطن پر نگاہ رکھنانہایت مشکل ہے مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے خاص بندوں کی تربیت سے جلد حاصل ہوتی ہے۔[24]

حضرات نقشبندیہ نے چلہ کشی، کی بجائے خلوت درانجمن کو ترجیح دی ہے۔جو مقصد چلہ کشی سے حاصل ہوتا ہے وہ خلوت درانجمن سے بھی حاصل ہوجاتاہے، مزید یہ کہ چلہ کشی میں ریاکا احتمال ہوجاتا ہے لیکن اس خلوت میں ریاکا احتمال نہیں ہوتا ہے۔

5۔ یاد کرد:

ذکر انسان کو غفلت سے باز رکھتاہے۔یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے شیخ سے سیکھے ہوئے ذکر کو خواہ زبانی ہوی قلبی بروقت اس انداز سے ادا کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حضوری حاصل ہو جائے۔

6۔ بازگشت:

بازگشت کا معنٰی ہے پھرنا، رجوع کرنا۔اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے ذکر کے بعد تین یاپانچ بار مناجات کی طرف مشغول ہو۔خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بازگشت کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ بازگشت سے مراد رجوع بحق تعالیٰ بدیں طور کہ جتنی بار کلمہ طیبہ کا ذکر کرے، ہر بار اس کلمہ کے بعد دل میں خیال کرے کہ خدایا مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا[25]

7۔ نگہداشت:

نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ ذاکر اپنے قلب کے خطرات اور احادیثِ نفس نگاہ میں رکھے۔کمال ہوش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو وساوس وخیالات غیرِ خدا دل میں آئیں ان کا ابتداہی میں تدارک کرے۔کیونکہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کے مطابق: سالک پر لازم ہے کہ خطرات کو ابتدائے ظہور میں ہی روک دے اس لیے کہ جب وہ ظاہر ہوجائیں گے تو نفس ان کی طرف مائل ضرور ہوا کرے گا اور وہ نفس پر قبضہ کرلیں گے، پھر ان کا دفع کرنا مشکل ہو جائے گا اور یہ بات یقینی ہے کہ جب تک خطرات ماسوی اللہ سے دل پاک ہو کر مانند آئینہ نہ ہو جائے، اس وقت تک انوار وبرکات وفیضان اس دل میں نہیں سماسکتے۔[26]

---

24 علامہ منیر احمد یوسفی، یوسف مصر محبت، (لاہور: فروری 2013ء)1:356

25 علامہ نور بخش توکلی، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، (لاہور: مشتاق بک کارنر)107

26 ابوالحسنات سید محمد عبداللہ شاہ، سلوک مجددیہ (حیدرآباد: مینار بک ڈپو)35-38

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

8۔یادداشت:

یادداشت فکر اور دھیان کے ہم معنیٰ ہے۔ یادِ الٰہی جب سالکِ راہِ طریقت کا مشغلہ بن جاتی ہے تو اسے حضورِ دوام کی دولت میسر آتی ہے وہ تکلیف کے باوجود ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔ غافل نہ ہونے کو یادداشت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ذکر کا مقصد ہی یہی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں لگا رہے۔[27]

9۔وقوف زمانی:

اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنے اوقات کی مخاصمت کا خیال رکھے۔ اعمالِ خیر میں اپنے آپ کو مصروف رکھے اور اس بات کا خاص خیال رکھے کہ اس ہمیشہ کسی بلند مقصد کی تکمیل میں اپنے آپ کو مصروف رکھے۔ اگر مقصد اچھا ہے تو فبھا ورنہ اپنے اوقاتِ زندگی پر نظر ثانی کرے۔[28] اور پنے اعمال کی اصلاح کی کوشش کرے اور غفلت اور معصیت پر نادم ہو کر توبہ واستغفار کرے۔ اسی کو اصطلاح صوفیہ میں محاسبہ کہتے ہیں۔

10۔وقوفِ عددی:

وقوفِ عددی سے مراد ہے ذکر نفی اثبات میں عددِ ذکر سے واقف رہنا۔ سالک حبس دم کے ساتھ ذکر نفی اثبات کے وقت طاق عدد پر سانس چھوڑا کرے۔ لیکن وقوف عددی اور حبس دم شرائطِ ذکر میں سے نہیں ہیں، بلکہ وقوفِ قلبی ضروری ہے۔[29]

11۔وقوف قلبی:

دل کی بیداری کا نام ہے کہ سالک اپنے دل کی کیفیات کا نہایت احساس اور ہوشیاری سے تجزیہ کرتا رہے۔ جو بھی خیال یا کیفیت یادِ الٰہی کے منافی ہو ،اس کی نفی کی مشق کرتا ہے، یہاں تک کہ اس کا دل خواہشات وتمناؤں کے جھمیلوں سے پاک ہو جائے اور اسے حضورِ قلب حاصل ہو جائے۔ اس وقوف سے دل کی غفلت جاتی رہتی ہے۔[30]

ذکر کے وقت سالک قلب کو بے خبر نہ ہونے دے۔ اور قلب کی طرف متوجہ ہو کر مفہوم ذکر سے آگہی حاصل کرتا رہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: اپنے قلب کی نگہبانی کرتا رہے، یعنی اسے ذکر سے غافل اور نفسانی خطرات وخواہشات اور غیر اللہ کی محبت سے پراگندہ نہ ہونے دے، ہر لحظہ یہ دیکھتا رہے کہ غفلتِ ذکر سے کہیں اس پر شیطان مسلط نہ ہو جائے۔ امام الطریقہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وقوفِ قلبی وصول الی اللہ کا بہت بڑا رکن ہے اور طریق نقشبندیہ کا دارومدار اسی پر رکھا گیا ہے۔[31]

یہ وہ اصول ہیں جنہیں خواجگان نقشبندیہ نے اپنایا، اپنے حلقہ روحانیت میں پھیلایا۔ سالکان طریقت کو اس پر چلنے کی تلقین کی۔ پھر ان کی شب وروز نگرانی کی۔ اس روحانی تربیت کے اثرات سامنے آئے تو دنیا نے دیکھا کہ صبح شام جو لوگ اپنے معمولاتِ دنیا میں سرگرم نظر آتے تھے انہیں قلبی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے کتنا لگاؤ ہے۔ جو لوگ ظاہری طور پر لوگوں کی صفوں میں عام نظر آتے تھے وہ باطنی طور پر اللہ رب العزت سے کس قدر مربوط ہیں۔ خانوادہ مجددیہ نے ان شرائط کو اس قدر فروغ دیا کہ اتنی صدیاں گزرنے کے بعد بھی نقشبندی خانقاہیں ان پر عمل پیرا ہو کر قافلہ سالار بن کر سامنے آتی ہیں۔ لہذا، یہ ضروری ہے کہ ان عظیم مشائخ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو سنوارا جائے۔

---

[27] قاضی محمد حمید فضلی، حقیقت تصوف اور اتصال سلسلہ نقشبندیہ، 191

[28] ایضا، 193

[29] ابوالحسنات سید محمد عبداللہ شاہ، سلوک مجددیہ، 39

[30] قاضی محمد حمید فضلی، حقیقت تصوف اور اتصال سلسلہ نقشبندیہ، 192

[31] ابوالحسنات سید محمد عبداللہ شاہ، سلوک مجددیہ، 39-40

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No.1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خلاصہ بحث:

اس تحقیق میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ صوفیاء نقشبند نے اصلاحِ معاشرہ کو اپنی دعوت کا بنیادی مقصد بنایا۔ ان کی تعلیمات شریعت کی پابندی، اخلاق تربیت، اور باطنی تزکیہ پر مبنی تھیں۔ بدعات اور غلط رسوم کی اصلاح کی، لوگوں کو عدل، دیانت اور سچائی کی طرف راغب کیا، حکمرانوں کو بھی نصیحت واصلاح کا ذریعہ بنایا، عوام میں اخوت، برداشت اور امن کے جذبات کو فروغ دیا۔ انہوں نے خانقاہی نظام کو محض عبادات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے سماجی اصلاح کا مرکز بنایا۔ ان کی دعوت کا خاص امتیاز یہ تھا کہ وہ: خلوت در انجمن کے اصول پر عمل کرتے ہوئے معاشرے میں رہ کر اصلاح کرتے تھے۔

سفارشات :

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. صوفیاء نقشبند کی اصلاحی تعلیمات کو جدید معاشرتی مسائل کے تناظر میں پیش کیا جائے۔
2. ان کے کردار پر مزید تحقیقی کام (Research) کیا جائے تاکہ نوجوان نسل کو رہنمائی مل سکے۔
3. تعلیمی اداروں میں تصوف کے سماجی پہلو کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
4. فرقہ واریت، انتہا پسندی اور اخلاقی زوال کے حل کے لیے صوفیاء نقشبند کی تعلیمات سے استفادہ کیا جائے۔
5. میڈیا اور خطبات کے ذریعے صوفیاء نقشبند کے اصلاحی پیغام کو عام کیا جائے۔